نبوی عہد کے پیشہ ہائے محنت کا تجزیاتی مطالعہ

Occupations of workers in Prophetic Era (An analytical study)

ڈاکٹر نور حیات خان[1]

تفسیر عباس[2]

Abstract

One of the distinguishing features of Islamic society is that it gives complete freedom to every person to adopt any halal profession for economic betterment. It is a duty of every Muslim to take up a dignified profession in order to earn a living. This was the effect of Prophetic customs that his Companions made hard work their motto in different fields. General occupations of labor in Prophetic Era include Doctors, Calligraphers and home decorators, Goldsmith, Blacksmith, Carpenter, Water sellers, Tailors, Travel guides, Farmers, Oil and Ghee sellers, Cattle grazing, Perfume manufacturing and selling, Cloth making and selling profession, International Trade, Arms making, Bread makers, Barbers, Auctioneers, Butchers, Burden bearer labor, stationers and wood cutters. Some companions were offering their services for Government. However in every occupation the Prophetic principles and guidelines were followed.

Keywords: Markets in Prophetic Era, Business activities in Prophetic Era, Halal Occupations, Prophet (SAW) as Guardian of all laborers, Principles & Guidelines for markets.

جس طرح انسان اجتماعیت پسند ہے، اسی طرح اس کی ضروریاتِ زندگی ایک دوسرے سے فطری طور پر وابستہ ہیں۔ ایک انسان کے لیے یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دنیا کے تمام پیشے اور کاروبار کو چلائیں یا اختیار کر سکیں۔ علامہ ابن خلدون اور امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی جیسے علمائے اسلاف نے ذمہ دارانِ ریاست کو ان تمام پیشوں کو بروئے کار لانے کی ترغیب دلائی ہے۔ اور کسی بھی پیشے کو ترک ہونے سے باز رہنے کی تلقین کی ہے، تاکہ انسان ایک دوسرے سے سہولت پائے اور کارگاہِ حیات کی یہ کشتی چلتی رہے۔

اسلامی معاشرے کی ایک ممتاز خوبی یہ ہے کہ وہ ہر شخص کو اس بات کی پوری آزادی دیتا ہے کہ پیدائش دولت کے لئے وہ جس پیشے کو چاہے اختیار کرے، خواہ ادنیٰ پیشہ ہی کیوں نہ ہو، لیکن کسی کو ایسے کام کے لئے مجبور نہیں کیا جاتا جو اس کی فطرت کے خلاف یا معاشرے کے لئے ضرر رساں ہو۔ رزق کے حصول کے لئے باوقار پیشہ اختیار کرنا مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے۔ ایسا شخص دوسروں کے احکامات کا پابند نہیں ہوتا، نہ کسی کا ماتحت، نہ غلام اور نہ دوسروں کا محتاج ہوتا ہے بلکہ دوسرے لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں جو اس کے تجربات اور اس کی امانت و عفت سے مستفید ہوتے ہیں۔ یہ سیرت طیبہ ہی کا اثر تھا کہ عیش و عشرت اور دُنیا کی تروتازگی صحابہ کرام □ کو اپنا گرویدہ نہ بنا سکی اور اُنہوں نے اس دلفریب دُنیا کے آبِ رواں سے کبھی اپنا دامن تر نہیں کیا۔ انہوں نے ہمیشہ محنت و مشقت ہی کو اپنا شعار بنایا۔ ذیل میں عہد نبوی کے چند عمومی پیشوں کا جامع تذکرہ پیش کیا جاتا ہے۔

1 چیئرمین شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگو یجز اسلام آباد

2 لیکچرار ڈیپارٹمنٹ آف میڈیکل ایجوکیشن، فاؤنڈیشن یونیورسٹی اسلام آباد

زر گری کا پیشہ:

زر گری کا پیشہ انتہائی باریک اور قیمتی ہوتا ہے۔ عہد نبوی میں زیورات گھڑنے اور بنانے کے لئے خاص محنت کشوں کے طبقات تھے جن کو سنار کہا جاتا تھا۔ سونے چاندی اور دوسری دھاتوں کے علاوہ مختلف دوسری چیزوں سے زیور بنانے والے بھی تھے اور ان سے کوئی شہر خالی نہ تھا۔ ان کے علاوہ زیورات کی فراہمی تجارت کے ذریعے بھی ہوتی تھی اور وہ جزیرہ نمائے عرب کے مختلف علاقوں یمن، ظفار وغیرہ کے علاوہ قریبی ممالک جیسے شام و عراق اور حبشہ وایران وغیرہ سے بھی لائے جاتے تھے اور ان کے علاوہ دوسرے بڑے اور مشہور مراکزِ زرگری سے بھی۔

مکہ مکرمہ کے طبقہ یا افراد میں زر گری کا ذکر ذرا کم ملتا ہے البتہ مدینہ منورہ کے حوالے سے سب سے مشہور زر گروں کا ذکر خوب ملتا ہے۔ اور وہ بنو قینقاع کے یہودی زر گروں اور سناروں کا قبیلہ تھا۔ یہودی زر گر غالباً سب سے عمدہ کاریگر تھے۔ روایات سیرت میں بہت صراحت سے ان کے ماہر صناع اور فن کار زر گر اور سنار ہونے کا ذکر ملتا ہے۔[3]

یہ بات یقینی ہے کہ مدینہ منورہ میں مسلم زر گر بھی تھے۔ یہ ممکن ہے کہ وہ قینقاعی زر گروں کی طرح ماہر فن نہ ہوں لیکن وہ اوسط درجہ کے زر گر ضرور تھے۔ (مدینہ منورہ آج بھی فن زر گری میں معروف ہے۔) بعض خواتین خانہ بھی چاندی اور سونے کے تاروں اور پتروں سے اپنے ہلکے پھلکے زیورات خود ہی بنا لیتی تھیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ نے رسول کریم ﷺ سے اپنے ایک زیور "فتخ" کے بارے میں عرض کیا تھا:

صَنَعْتُهُنَّ أَتَزَيَّنُ لَكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ﷺ[4] "اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے ان کو آپ کے لئے سجنے کی خاطر خود بنایا ہے۔"

اس سے یہ قیاس کیا جا سکتا ہے کہ خواتین خانہ اور صحابیات بعض ہلکے پھلکے زیور خود بنا لیا کرتی تھیں۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر خواتین اسلام نے جو زیورات مجاہدین کی مدد کے لئے دیئے تھے اُن میں "مسکٌ" بھی شامل تھے اور بعض روایات میں ہے کہ وہ ہاتھی دانت یا کچھوے کی پیٹھ کی ہڈی سے بنتے تھے۔[5] سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کے بارے میں ایک روایت یہ ملتی ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ رَأَى عَلَيْهَا مَسَكَتَيْ ذَهَبٍ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ : أَلاَ أُخْبِرُكَ بِمَا هُوَ أَحْسَنُ مِنْ هَذَا، لَوْ نَزَعْتِ هَذَا وَجَعَلْتِ مَسَكَتَيْنِ مِنْ وَرِقٍ ، ثُمَّ صَفَّرْتِهِمَا بِزَعْفَرَانٍ كَانَتَا حَسَنَتَيْنِ[6] "کہ اُن کے ہاتھوں میں دو موٹے طلائی کنگن تھے جن کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: کیا تمہیں ان سے بہتر زیور کی خبر نہ دوں۔ اگر تم ان دونوں کو اُتار ڈالو اور ان کی جگہ چاندی کے کنگن بنوا لو اور ان کو زعفران سے رنگ لو تو وہ زیادہ خوبصورت لگیں گے۔"

ان احادیث مبارکہ سے عہد نبوی میں پیشہ زر گری کا جواز ملتا ہے۔

3۔ پروفیسر یٰسین مظہر صدیقیؒ، عہد نبوی میں تمدن۔ (دار النوادر، لاہور، ۲۰۱۱ء)، ص ۵۳۰

4۔ ابو داؤدؒ، سليمان بن الاشعث السجستانی، السنن - باب **الْكَنْزُ مَا هُوَ وَزَكَاةِ الْحُلِيِّ**، (دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء)، ح ۱۵۶۵

5۔ الجوهریؒ ، اسمٰعيل بن حماد، منتخب من صحاح الجوهري- (مسك - اسورة من ذبل او عاج)، ج ۱، ص ۴۸۹۳

6۔ النسائیؒ، احمد بن شعيب ، السنن ، **كتاب الزينة، الْكَرَاهِيَةُ لِلنِّسَاءِ فِي إِظْهَارِ الْحُلِيِّ وَالذَّهَبِ**، (دار السلام، الریاض، ۱۹۹۹ء)، ح ۵۱۴۳

نجاری کا پیشہ:

انسانی معاشروں میں تعمیرات کا سراغ قدیم زمانے ہی سے ملتا ہے۔ تاہم عرب خانہ بدوشی کی زندگی بسر کرتے ہوئے صحراؤں، ریگستانوں اور دیہاتوں میں خیموں میں رہائش پذیر رہتے۔ چارہ، پانی اور غذا کی فراہمی اور دستیابی تک ایک قیام سے دوسرے مقام پر جاتے ہوئے خیمے ساتھ لے جاتے۔ ان کے برعکس شہری عرب یا متمدن لوگ جو اہل الحضارۃ کے نام سے بھی یاد کئے جاتے ہیں، اپنے مکانات میں مستقل طور سے رہتے تھے۔ جس کے لیے باقاعدہ تعمیرات ہوتی تھیں۔ اگرچہ ان کی تعمیر میں فنی عنصر ذرا کم ہوتا تھا۔

عہد نبوی میں مکانات تین قسم کے تھے: ایک مالداروں کے مکانات، دوسرے اوسط طبقات کے مساکن اور تیسرے عام اور غرباء کے جھونپڑے۔ ان میں تمدنی اسباب سے زیادہ اقتصادی اور معاشی وجوہ و عوامل کی کارفرمائی تھی۔ جیسا کہ درج ذیل واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے۔

ابن اثیرؒ نے رسول اللہ ﷺ کے اپنے مکان کی مرمت کرنے کا واقعہ بعض عینی شاہدوں کے بیان پر پیش کیا ہے۔[7] اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عمرو □ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس سے گزرے تو ہم اپنے جھونپڑے (جو بانس یا لکڑی کا بنا ہوا تھا) کی مرمت کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ وہ خراب ہو گیا لہٰذا ہم اس کی مرمت کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں معاملہ (موت) کو اس سے زیادہ قریب پاتا ہوں۔ (بعض روایات میں یہی واقعہ سیدنا عبداللہ بن عمر □ کے بارے میں بھی موجود ہے۔)[8]

سیدنا عمار بن یاسر □ بھی معمار کے پیشے سے منسلک تھے۔ آپ نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کی تعمیر میں بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ دیگر صحابہ کرام □ ایک ایک اینٹ اٹھاتے تھے جبکہ سیدنا عمار □ دو دو اینٹیں اٹھاتے تھے۔ ایک اینٹ اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی کمر پر پیار سے ہاتھ پھیرا اور فرمایا: ''ابن سمیہ! عام لوگوں کے لئے ایک اجر ہے لیکن تجھے دو اجر ملیں گے اور (دُنیا کے) زادِ راہ سے تیرا آخری حصہ دودھ کا ایک گھونٹ ہے۔ تو باغی جماعت کے ہاتھوں قتل ہوگا۔[9]

پانی بیچنے والوں کا پیشہ:

مدینہ منورہ کے اندرونی علاقوں اور بیرونی حصار میں اور باہر بھی متعدد کنوئیں تھے جن کا پانی بہت میٹھا، ٹھنڈا اور دل پسند ہوتا تھا۔ ان میں سے بعض کنوئیں خاصے مشہور تھے۔ یہ سب نجی اور شخصی ملکیت میں تھے اور ان کے مالکان میں سے بعض ان کے پانی کو بیچتے تھے۔ ان میں سے ایک مشہور ترین بئر رومہ تھا۔ مالکوں نے کنوئیں پر ڈول اور رسی وغیرہ رکھ کر ایک مزدور (اجیر) کو پانی پلانے پر مامور کر دیا تھا۔ وہ پیسے لے کر پانی لوگوں کو دیتا تھا۔ روایات میں ہے کہ مشکیزہ پانی ایک مُدّ کے عوض بیچا جاتا تھا۔[10]

غالباً مالکوں کی آمدنی کا ایک بڑا ذریعہ یہی تھا۔ رسول کریم ﷺ کو اس کا میٹھا پانی بہت پسند تھا اور اکثر و بیشتر آپ ﷺ اس پر پانی نوش فرمانے کے لئے تشریف لے جایا کرتے تھے۔ ایسے ہی کسی موقع پر آپ ﷺ نے اس خواہش کا اظہار فرمایا کہ کاش کوئی صالح مسلمان اسے خرید کر فی سبیل اللہ وقف کر دے اور لوگوں کی سیرابی کا انتظام کر دے۔ سیدنا عثمان بن عفان □ کو جب آپ ﷺ کی خواہش و تمنا کا علم ہوا تو اسے فوراً خرید کر

7۔ ابن الاثیرؒ، عزّالدین ابی الحسن علی بن محمد الجزری، أسد الغابة فی معرفة الصحابة۔ (دارالکتب العلمیہ، بیروت، سن ندارد) ج۱، ص۳۶۸

8۔ سنن ابی داؤد، **باب مَا جَاءَ فِي الْبِنَاءِ**، ح۵۲۳۶۔ سنن ابن ماجه، **باب في البناء والخراب**، ح۴۱۶۰

9۔ القشیریؒ، ابوالحسین مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم۔ (دارالسلام، الریاض، ۱۹۹۸ء)، ح۲۹۱۶، ۲۵۸۶۔ الاصابة، ج۳، ص۶۶۵

10۔ أسد الغابة فی معرفة الصحابة، ج۲، ص۱۹۰

وقف عام کر دیا۔[11] بلاشبہ ان کے علاوہ مدینہ منورہ میں اور بہت سے دوسرے کنوئیں موجود تھے۔ نیز چوبیس سے زیادہ پانی کے چشموں کا ذکر بھی کتب میں ملتا ہے۔

حداد کا پیشہ:

عربی زبان میں ''حداد''لوہار کو کہا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں یہ پیشہ موجود تھا۔ سیدنا خباب بن الارت □ بیان کرتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں لوہار تھا اور عاص بن وائل کے ذمہ میرا کچھ قرض تھا۔ میں اس کے پاس اپنے قرض کا تقاضا کرنے آیا تو وہ کہنے لگا کہ جب تک محمد (ﷺ) کی نبوّت سے انکار نہیں کرے گا اس وقت تک میں تیرا قرض نہیں دوں گا۔ میں نے کہا:

"اگر اللہ تجھے موت سے دوچار کر دے اور مرنے کے بعد پھر زندہ کر دے تو بھی محمد ﷺ کی نبوت سے انکار نہیں کروں گا۔"اس نے کہا پھر تو مجھے چھوڑ دے تاکہ میں مروں اور پھر زندہ کیا جاؤں کیونکہ پھر مجھے وہاں مال بھی ملے گا اور اولاد بھی۔ پھر تمہارا قرض ادا کر دوں گا۔''[12] اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا۔ أَطَّلَعَ الْغَيْبَ أَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمَنِ عَهْدًا[13]

"اے نبی! کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو ہماری آیات کا انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ مرنے کے بعد زندہ ہونے پر مجھے مال اور اولاد ملے گی۔ کیا اسے غائب کی اطلاع ہو گئی یا اللہ سے اس نے کوئی عہد لے رکھا ہے۔"

سیدنا خباب بن الارتؓ نے حالت ایمان میں مکہ میں عاص بن وائل کی مزدوری کرتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کی۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ لوہے کا کام کرنے میں کوئی عار اور عیب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نبی سیدنا داؤدؑ بھی لوہے کا کام کرتے تھے۔ نیز رسول کریم ﷺ نے اپنے فرزند سیدنا ابراہیمؑ (جو سیدہ ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے) کو ایک لوہار گھرانے میں دودھ پلوایا۔ جیسا کہ سیدنا انس بن مالکؓ کا بیان ہے:

''ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ابو سیف لوہار کے ہاں گئے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے بیٹے سیدنا ابراہیم □ کے رضاعی باپ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابراہیمؓ کو گود میں لیا، پیار کیا اور چوما۔''[14]

سیدنا ارزق بن عقبہ ثقفیؓ کا پیشہ بھی لوہار کا تھا۔ اسی طرح کاشتکاری کے آلات بھی بنائے جاتے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ انصار مدینہ نے یہودیوں سے یہ کاریگری سیکھ لی تھی۔

11۔ البلاذری، احمد بن یحییٰ، انساب الاشراف۔ تحقیق: ڈاکٹر محمد حمید اللہ، (دار المعارف، القاہرۃ، س ن)، ج ۱، ص ۵۳۶
☆ عہد نبوی میں تمدن، ص ۲۵۹

12۔ صحيح البخاری، باب هل يؤاجر الرجل نفسه من مشرك في أرض الحرب، ح ۲۰۹۱

13۔ سورۃ مریم: ۱۹: ۷۷۔۷۸

14۔ صحيح البخاری، بَاب رَحْمَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصِّبْيَانَ وَالْعِيَالَ وَتَوَاضُعِهِ وَفَضْلِ ذَلِكَ، ح ۱۳۰۳

خیاطی کا پیشہ:

ملبوسات کے سلنے سلانے کا پیشہ بھی عام تھا جس سے مرد اور عورتیں دونوں منسلک تھے۔ روایات اور احادیث میں خیاط اور خیاطی دونوں کا ذکر ملتا ہے اور ان کے طبقات کا بھی۔ ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عام کپڑوں کو سینے والوں کا ایک گھریلو طبقہ تھا جو زیادہ تر خواتین خانہ پر مشتمل ہوتا تھا۔ گھریلو کپڑا سینے والیوں میں رسول کریم ﷺ کی ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن بھی شمار کی جاسکتی ہیں اور دوسرے طبقات کی خواتین بھی۔ البتہ بعض پیشہ ور اور ماہر خیاط بھی تھے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کے ایک پڑوسی خیاط تھے اور انہوں نے آپ ﷺ کو کھانا تناول فرمانے کی دعوت دی، آپ ﷺ نے اسے شرف قبولیت سے نوازا۔[15] وہ صحابی درزیوں کا کام کرتے تھے۔ ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ وہ آپ ﷺ کے سامنے کھانا رکھنے کے بعد اپنے کام میں مصروف ہوگئے۔[16]

سیدنا عمار یاسرؓ کے بارے میں ایک روایت بتاتی ہے کہ وہ ثعالب (لومڑی کی کھال) سے قطیفہ سلائی کر رہے تھے۔ روایت کے الفاظ ہیں:

يقطع على لحاف ثعالب ثوبا[17] "وہ لحاف ثعالب سے ایک کپڑا سلائی کر رہے تھے۔"

سیدنا عقیل بن ابی طالبؓ کو غزوۂ حنین کے مال غنیمت میں ایک سوئی ملی تھی جو انہوں نے اپنی زوجہ محترمہ کو لا کر دیتے وقت کہا تھا:

ابرة تخطين بها ثيابك[18] "یہ ایک سوئی ہے جس سے تم اپنے کپڑے سینا۔"

خلافت فاروقی کے ایک واقعہ میں خیاط کا تذکرہ ان الفاظ میں ملتا ہے:

خَيَّاطٌ يَخِيطُ إِمَّا قَطِيفَةً سَمُّورٍ أَوْ ثَعَالِبَ[19] "ایک خیاط یا تو سمور (نیولے کی مانند ایک جانور کی کھال) کا قطیفہ سلائی کرتا تھا یا ثعالب (لومڑی کی کھال) کا۔"

سیدنا عثمان بن طلحہؓ جن کو رسول کریم ﷺ نے کعبۃ اللہ کی کنجی مرحمت فرمائی تھی، خیاط ہی کے پیشے سے منسلک تھے۔[20]

خریت کا پیشہ:

عربی زبان میں خریت، گائیڈ اور راستہ بتانے والے ماہر شخص کو کہتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے ہجرت کی رات بنو دیل کے ایک آدمی کو اُجرت پر مزدور رکھا۔ اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں:

"نبی کریم ﷺ اور ابو بکر صدیقؓ نے ہجرت کا راستہ بتلانے کے لئے ایک ماہر شخص کو رکھا، جو بنو دیل سے تھا۔ یہ شخص عاص بن وائل کے خاندان سے معاہدے میں بڑا مضبوط شریک رہا تھا اور کفّار قریش کے دین پر تھا۔ دونوں حضرات نے اس پر اعتماد کیا اور اپنی سواریاں اسے دے دیں اور اس سے تین دنوں کے بعد غار ثور میں آنے کا وعدہ لیا۔ چنانچہ وہ تیسری رات کی صبح کو دونوں حضرات کی

15۔ صحيح البخاری، باب الثريد، ح۲۰۹۲

16۔ صحيح البخاری، باب من أضاف رجلا إلى طعام و أقبل هو على عمله، ح۵۴۳۵

17۔ عہد نبوی میں تمدن، ص۴۶۰

18۔ ابن ھشام، السيرة النبوية، ج۳، ص۳۶۲، علامہ واقدیؒ، کتاب المغازی، ص۹۱۸

19۔ ابن سعدؒ، ابو عبداللہ محمد البصری، طبقات الکبریٰ۔ عَمَّارُبْنُ يَاسِرٍ، (دار صادر، بیروت، ۱۳۸۸ھ)، ج۳، ص۲۵۵۔۲۵۶

20۔ مفتی محمد عنایت احمد کاکورویؒ، تواریخ حبیب الٰہ ﷺ، (مکتبہ مہریہ رضویہ، ڈسکہ، سن ندارد)، ص۱۰۷

سواریاں لے کر وہاں حاضر ہو گیا۔اس کے بعد یہ حضرات وہاں سے عامر بن فہیرہ اور اس قبیلہ دیل کے راہبر کو ساتھ لے کر چلے، یہ شخص ساحل سمندر کے کنارے کنارے آپ ﷺ کو لے کر چلا گیا۔"(21)

قبیلہ دیل کے اس مزدور کا نام عبداللہ بن اریقط تھا(22)۔وہ صحرائی راستے کا ماہر تھا اور بلاد عرب کے جغرافیہ سے پورے طور پر واقف تھا۔

کھیتی باڑی کا پیشہ:

مدینہ منورہ کے قرب وجوار میں بکثرت باغات اور زرعی زمینیں تھیں، جس بنا پر انصار صحابہ کھیتی باڑی کرتے تھے۔مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لائے تواُن کی حوصلہ افزائی اور معاشی ضروریات کے لئے رسول اللہ ﷺ نے انصار سے بھائی چارہ کرادیا۔انصار نے ایثار کے بے مثال نمونے پیش کئے اور آپ ﷺ کے سامنے یہ پیش کش کی کہ ہمارے باغات ہم میں اور ہمارے مہاجر بھائیوں میں تقسیم فرمادیں۔تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہیں ہو سکتا۔اس پر انصار نے مہاجرین سے کہا کہ آپ لوگ ہمارے باغات کی دیکھ بھال اپنے ذمے لے لیں تو ہم آپ کو پیداوار میں شریک کرلیں گے۔تومہاجرین نے کہا: ہم نے سنا اور قبول کیا۔(23) سیدنا علی بن ابی طالب کھیتوں میں مزدوری کرتے تھے۔آپ کا یہ فرمان زراعت کی اہمیت کو واضح کرنے کے لئے کافی ہے۔فرمایا:

من وجد ماء وترابا ثم افتقرفا بعده الله(24)"جس کے پاس پانی اور مٹی ہو اس کے باوجود وہ فقیر ہو، اللہ اُسے اپنی رحمت سے دور رکھے۔"

سیدنا ابوہریرہؓ فرماتے ہیں:

وَكَانَ يَشْغَلُ إِخْوَتِي مِنَ الْأَنْصَارِ عَمَلُ أَمْوَالِهِمْ(25)"اور میرے انصار بھائی اپنے اموال (کھیتوں اور باغوں) میں مشغول رہتے۔"

سیدنا اسمر بن مضرسؓ سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ سے بیعت کی۔آپ ﷺ نے فرمایا:

مَنْ سَبَقَ إِلَى مَا لَمْ يَسْبِقْ إِلَيْهِ مُسْلِمٌ فَهُوَ لَهُ"جو کوئی مسلمان کسی (کھیت کو آباد کرنے کے) کام میں پہل کرے گا وہ کھیت اسی کا ہے۔"

یہ فرمان سن کر لوگ دوڑ کر نکلے اور خط کھینچنے (حد بندی) لگے۔(26)

سیدنا معاویہ بن قرہؓ سے روایت ہے کہ سیدنا عمر بن خطابؓ کی چند یمنی لوگوں سے ملاقات ہوئی۔آپؓ نے اُن سے پوچھا: "تم کون لوگ ہو؟" انہوں نے کہا: ہم اللہ پر توکل کرنے والے لوگ ہیں۔آپ ﷺ نے فرمایا: "تم تو کاہل لوگ ہو (اللہ پر توکل کرنے والے نہیں) حقیقت میں اللہ پر توکل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو زمین میں بیج ڈال دیتے ہیں اور پھر اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں (یعنی کسان)"(27)

21۔ صحیح البخاری، باب استئجار المشركين عند الضرورة أو إذا لم يوجد أهل الإسلام ، ح۲۲۶۳، ۳۹۰۵

22۔ العسقلانیؒ، الحافظ احمد بن علی بن حجر (امام)، فتح الباری، كتاب الْبيُوع إِلَى السّلم ،(دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ)، ج۱، ص۲۸۱

23۔ صحیح البخاری، باب إذا قال اكفني مؤونة النخل أو غيره وتشركني في الثمر، ح۲۳۲۵

24۔ مجلسیؒ، محمد باقر بن محمد تقی، بحار الانوار۔(مؤسسۃ مطالعات وتحقیقات فرہنگی، تہران، سن ندارد)، ج۱۴، ص۶۸۶

25۔ صحیح البخاری، باب ما جاء في قول الله تعالى، ح۲۰۴۷

26۔ طبرانیؒ، سلیمان بن احمد بن ایوب، المعجم الکبیر۔ تحقیق: حمدي عبد المجيد السلفي، (مكتبة ابن تيمية القاهرة)، ج۱، ص۲۸۰

27۔ مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ، حیاۃ الصحابہ۔(مکتبۃ البشریٰ، کراتشی، ۱۴۱۱ھ)، ج۲، ص۲۶

مدینہ منورہ کے قریب وادی عقیق میں سیدنا سعید بن زید کی کچھ زرعی زمین تھی جس پر اُروی بنت اویس نامی خاتون نے جھوٹا دعویٰ کر دیا تھا۔[28]

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر کی زمین یہودیوں کو جو اس کام سے اچھی طرح واقف تھے، آدھے پر کھیتی یا پھل سے بٹائی پر دیا۔ اسی طرح صحابہ کرامؓ اپنی زمینوں کو بٹائی پر دے دیا کرتے تھے اور اپنے فارغ اوقات کو دینی امور بالخصوص جہاد وغیرہ میں لگاتے تھے۔ مہاجرین کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جنہوں نے تہائی یا چوتھائی پیداوار پر زمین کو بٹائی کے لئے نہ دیا ہو۔[29]

سیدنا رافع بن خدیجؓ انصاریؓ کے خاندان کے پاس کافی زرعی زمین تھی۔ وہ ان پر خود کھیتی باڑی کرتے تھے اور کچھ زمینیں بٹائی پر دے کر فریقین کے حصے اس میں متعین کر دیتے تھے۔ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ بھی اپنی زمینیں بٹائی پر دیتے تھے۔[30]

سیدنا بشیر بن سعد انصاری بھی زراعت و باغبانی کا شغف رکھتے تھے۔ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو گواہ بنا کر اپنے بیٹے سیدنا نعمان بن بشیرؓ کو ایک باغ کا عطیہ دینا چاہا، مگر آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہارے اور بھی بچے ہیں اور کیا اُن کو بھی ایسا عطیہ دیا ہے؟ انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اس ظلم پر گواہ نہیں بن سکتا۔ یا تو وہ عطیہ نعمانؓ سے واپس لو یا سب بچوں کو برابر برابر عطا یا دو۔[31]

مدینہ منورہ میں سیدنا زبیر بن عوامؓ کے چند کھیت تھے جن کو وہ خود کاشت کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک انصاری صحابی سے جن کا کھیت آپ کے کھیت کے ساتھ تھا، کھیت کو پانی پلانے کی باری پر جھگڑا ہو گیا۔ اور معاملہ رسول اللہ ﷺ کی عدالت میں پہنچ کر حل ہوا۔[32] سیدنا زبیرؓ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میرا خیال ہے کہ یہ آیت کریمہ اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ[33] "(ہرگز نہیں) تیرے رب کی قسم! یہ لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے جھگڑوں میں تجھ کو حاکم تسلیم نہ کر لیں۔"

مدینہ منورہ میں مہاجرین کا کوئی گھر ایسا نہیں تھا جو تہائی یا چوتھائی پر زمین کاشت نہ کرتا ہو۔ سیدنا علی بن ابی طالب، سیدنا سعد بن مالک، سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ، عمر بن عبدالعزیز، قاسم، عروہ، آل ابی بکر، آل عمر، آل علی اور ابن سیرین یہ سب اپنی زمینیں اسی طرح کاشت پر دیا کرتے تھے۔ سیدنا عبدالرحمٰن بن اسود کہتے ہیں کہ میں سیدنا عبدالرحمٰن بن زیدؓ کا زراعت میں شریک کار تھا۔[34] اسی طرح سیدنا ابو قتادہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ حنین کے سال ایک زرہ عنایت فرمائی تو انہوں نے اس کے عوض بنو سلمہ میں ایک باغ خرید لیا۔ یہ سب سے پہلی جائیداد تھی جو انہوں نے عہدِ اسلام میں حاصل کی۔

28۔ صحیح مسلم، بَاب تَحْرِيمِ الظُّلْمِ وَغَصْبِ الْأَرْضِ وَغَيْرِهَا، ح ۱۶۱۰

29۔ الدکتور سلمان العودۃ، صفة الغرباء۔ (دار ابن الجوزی، ایڈیشن: ۲، ۱۴۱۲ھ)، ص ۱۸۰

30۔ فتح الباری، ج ۵، ص ۱۳

31۔ فتح الباری، بَابُ الْهِبَةِ لِلْوَلَدِ، ج ۵، ص ۲۶۰

32۔ صحیح البخاری، باب سکر الأنهار، ح ۲۳۶۰

33۔ سورۃ النسا: ۴: ۶۵

34۔ صحیح البخاری، باب المزارعة بالشطر ونحوه، ح ۲۱۰۰

تیل اور گھی بیچنے والوں کا پیشہ :

ہجرت مدینہ کے بعد جب مہاجرین وانصار میں مواخات قائم کی گئی تو رسول کریم ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو مدینہ منورہ کے مال دار شخص سیدنا سعد بن ربیعؓ کا بھائی بنادیا۔ سیدنا سعدؓ فرمانے لگے: (میرے پاس بہت مال ہے) آدھا مال آپ مجھ سے تقسیم کر کے لے لیں اور میری دو بیویاں ہیں ان میں سے ایک بیوی کو طلاق دے دیتا ہوں، عدت پوری ہونے کے بعد آپ اس سے نکاح کر لیں۔ توسیدنا عبدالرحمٰنؓ فرمانے لگے:

بارك الله لك فى اهلك و مالك دلوني على السوق فما رجع حتى استفضل أقطا وسمنا[35] "اللہ تعالیٰ آپ کے اہل اور آپ کے مال میں برکت عطا فرمائے مجھے تو آپ بازار کا راستہ بتا دیجئے۔ پھر وہ بازار سے اس وقت تک واپس نہ آئے جب تک کہ نفع میں کافی پنیر اور گھی نہ بچا لیا۔"

سیدنا عبدالرحمٰنؓ نے اپنے پیشے میں بھرپور محنت وکاوش کی۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ایسی برکت ڈالی کہ تھوڑی ہی مدت میں انہوں نے مدینہ منورہ کے رئیس التجار کی حیثیت حاصل کر لی اور پھر جلد ہی شادی بھی کر لی۔

پارچہ بافی کا پیشہ :

اس خاص محنت کش طبقہ کے وجود اور کارفرمائی کا ثبوت بھی عہد نبوی میں ملتا ہے۔ لوگ بالخصوص خواتین اپنے گھروں میں اپنی ضرورت بھر کا کپڑا بنا لیا کرتی تھیں۔ ان میں سے بعض افراد اور طبقات کا یہ پیشہ تھا اور اس کے ذریعہ وہ کمائی کرتے تھے۔ صحابہ کرامؓ میں سے کئی اسی پیشہ کو اپنائے ہوئے تھے، بالعموم ایسے کاریگر مرد وخواتین شہر اور گاؤں دونوں مقامات پر پائے جاتے تھے اور وہ اپنے فن میں پوری طرح ماہر تھے۔ جیسا کہ روایات میں ہے کہ ایک صحابیہؓ نے اپنے ہاتھ سے بہترین حاشیہ دار چادر بُن کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بطور تحفہ پیش کی اور آپ ﷺ نے اسے بخوشی قبول ہی نہیں کیا بلکہ زیب تن بھی فرمایا۔ ایک صحابیؓ نے عرض کی: یارسول اللہ! آپ یہ چادر مجھے عنایت کر دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں لے لو۔ چنانچہ آپ ﷺ مجلس میں بیٹھے، پھر واپس تشریف لے گئے اور چادر کو لپیٹ کر ان کے پاس بھیج دیا۔[36]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ عورت نہ صرف کپڑا بننے میں ماہر تھی بلکہ اس پر کڑھائی کا کام بھی کرتی تھی کیونکہ اس نے بہترین حاشیہ دار چادر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کی۔

اسی طرح عہد نبوی میں بہت سے محنت کش کپڑے کی تجارت کا پیشہ اپنائے ہوئے تھے۔ سیدنا سوید بن قیسؓ بیان کرتے ہیں کہ میں اور سیدنا مخرفہ عبدیؓ بحرین کے علاقے ''ہجر'' سے (تجارت کی غرض سے) کپڑا لائے اور مکہ پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ چلتے ہوئے ہمارے پاس تشریف لائے، آپ ﷺ نے ہم سے ایک پاجامہ خریدا۔[37]

سیدنا ابو بکر صدیقؓ بھی کپڑے کے تاجر تھے۔ روایات میں ملتا ہے کہ وفات النبی ﷺ کے بعد جب آپ خلیفہ بنائے گئے تو اگلے ہی روز صبح کو تجارت کی غرض سے کپڑا اُٹھائے ہوئے بازار کی طرف نکل پڑے۔ راستے میں سیدنا عمر بن خطاب اور سیدنا ابو عبیدہ بن الجراحؓ سے ملاقات ہوئی۔ انہوں نے عرض کی کہ آپ تو مسلمانوں کے معاملات کے والی ہیں اور اسلامی حکومت کی باگ ڈور اور ذمہ داری آپ پر آگئی ہے، آپ یہ کام کیسے کریں

35۔ صحیح البخاری، باب ما جاء في قول الله تعالى، ح۲۰۴۹

36۔ صحیح البخاری، باب ذكر النساج، ح۲۰۹۳، سنن ابن ماجه، ح۳۵۵۵

37۔ سنن ابی داؤد، بابٌ فِي الرُّجْحَانِ فِي الْوَزْنِ وَالْوَزْنِ بِالأَجْرِ، ح۳۳۳۶

گے ؟ سیدنا ابو بکر صدیقؓ نے کہا کہ میں اگر کپڑا نہیں بیچوں گا تو اپنے بچوں کو کہاں سے کھلاؤں گا ؟ پھر ان کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر کر دیا گیا۔ حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں کہ صحابہ کرامؓ نے متفقہ طور پر اُن کے لئے یومیہ ایک بکری کی قیمت کا نصف حصہ مقرر کر دیا۔[38] ایک روایت میں اُم المومنین سیدہ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ جب سیدنا ابو بکر صدیقؓ خلیفہ بنے تو انہوں نے فرمایا:

لَقَدْ عَلِمَ قَوْمِي أَنَّ حِرْفَتِي لَمْ تَكُنْ تَعْجِزُ عَنْ مَؤُنَةِ أَهْلِي وَشُغِلْتُ بِأَمْرِ الْمُسْلِمِينَ فَسَيَأْكُلُ آلُ أَبِي بَكْرٍ مِنْ هَذَا الْمَالِ وَيَحْتَرِفُ (وَأَحْتَرِفُ) لِلْمُسْلِمِينَ فِيهِ[39] "میری قوم جانتی ہے کہ میرا (تجارتی) کاروبار میرے گھر والوں کی گزران کے لئے کافی رہا ہے، لیکن اب میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا ہوں اس لئے آل ابو بکر بیت المال میں سے کھائے گی اور ابو بکرؓ مسلمانوں کا مال تجارت بڑھاتا رہے گا۔"

یعنی اب خلافت کے کام میں مصروف رہوں گا اور مسلمانوں کا حکمران ہونے کے ناطے اب بیت المال کے روپے پیسے سے تجارت اور سوداگری کر کے اس کو ترقی دوں گا اور مسلمانوں کو فائدہ پہنچاؤں گا۔

درآمد و برآمد کا پیشہ:

صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی تعداد مختلف اشیاء کی درآمد و برآمد کے پیشے سے وابستہ تھی جن میں سیدنا ابو بکر صدیق، سیدنا عمر بن خطاب، سیدنا عثمان بن عفان، سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف اور سیدنا زبیر بن عوامؓ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ صحابہ کرامؓ مختلف چیزوں کی تجارت کرتے تھے۔ سیدنا عمر بن خطابؓ کو جو بعض احادیث بروقت نہ معلوم ہو سکیں ان کے بارے میں انہوں نے خود فرمایا:

الهانی الصفق بالاسواق يعنی الخروج الی التجارة[40] "مجھے بازار کے کاروبار نے مشغول رکھا یعنی تجارت نے (جس کی وجہ سے بعض احادیث معلوم نہ ہو سکیں)۔"

امام بخاریؒ نے سیدنا عمر بن خطابؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ:

"میں اور میرا انصاری پڑوسی باری باری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ ایک دن وہ جاتا اور ایک دن میں جاتا تھا۔ جس دن میں جاتا اُس دن کی بذریعہ وحی نازل شدہ خبریں میں اسے بتاتا، جس دن وہ جاتا وہ مجھے آکر بتاتا تھا۔"[41]

حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوا کہ طالب علم اپنے معاشی معاملات میں غافل نہ ہو، تاکہ اس طرح سے اسے حصول علم میں مدد ملے اور جس روز وہ نہ جا سکے دوسروں سے دریافت کرے۔ سیدنا عمر بن خطابؓ اسی طرح کرتے تھے، آپ تجارت سے معاش میں مدد حاصل کرتے تھے۔[42]

38۔ فتح الباری، ج ۴، ص ۳۰۵

39۔ صحیح بخاری، بَابُ مَنْ أَحَبَّ الْبَسْطَ فِي الرِّزْقِ، ح ۲۰۷۰

40۔ صحیح بخاری، ح ۱۹۲۰، ۲۰۶۲ و صحیح مسلم، ح ۴۰۰۹

41۔ صحیح بخاری، بَابُ التَّنَاوُبِ فِي الْعِلْمِ، ح ۸۹

42۔ الکتانیؒ، محمد عبدالحہ بن عبدالکبیر الادریسی، نظام الحكومة النبوية المسمى التراتيب الادارية۔ (دار الکتاب العلمیہ، بیروت)، ص ۱۰۲

اپنے زمانہءِ خلافت میں ایک مرتبہ آپ بازار تشریف لے گئے تو دیکھا کہ عموماً تجارت کرنے والے باہر سے آئے ہوئے عام لوگ ہیں۔ یہ دیکھ کر غمگین ہوئے اور جب خاص خاص لوگ جمع ہوئے تو اُن سے یہ بات ذکر فرمائی، لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے فتوحات اور مالِ غنیمت کی وجہ سے ہم کو تجارت سے مستغنی کر دیا ہے۔ اس پر سیدنا عمرؓ نے فرمایا:

''اگر تم لوگ ایسا کرو گے (یعنی تجارت چھوڑ دو گے) تو تمہارے مرد اُن (کافر) مردوں کے محتاج ہو جائیں گے اور تمہاری عورتیں اُن کی عورتوں کی محتاج ہو جائیں گی۔''(43)

اسی طرح سیدنا عثمان بن عفانؓ کا تاجر ہونا تو بہت مشہور ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی تجارت میں ایسی برکت اور مالداری عطا فرمائی تھی کہ اُن کے نام کے ساتھ لفظ ''غنی'' استعمال ہونے لگا۔ جب بھی مسلمانوں کو یا اسلامی حکومت کو کوئی اہم مالی ضرورت پیش آئی اُس کو اپنے مال سے پورا کرنے میں پیش پیش رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب غزوہ تبوک کے لئے انفاق کا اعلان کیا تو سیدنا عثمان بن عفان □ نے ایک ہزار (۱۰۰۰) دینار اور تین سو (۳۰۰) اُونٹ پورے ساز و سامان کے ساتھ پیش کئے۔(44) سیدنا ابوہریرہؓ پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا کہ آپ بہت احادیث بیان کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

وَإِنَّ إِخْوَتِي مِنَ الْمُهَاجِرِينَ كَانَ يَشْغَلُهُمْ صَفْقٌ بِالْأَسْوَاقِ وَكُنْتُ أَلْزَمُ رَسُولَ اللهِ ﷺ عَلَى مِلْءِ بَطْنِي فَأَشْهَدُ إِذَا غَابُوا وَأَحْفَظُ إِذَا نَسُوا(45) "میرے مہاجر بھائی بازار میں خرید و فروخت میں مشغول رہا کرتے تھے اور میں اپنا پیٹ بھرنے کے بعد پھر برابر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتا، اس لیے جب یہ بھائی غیر حاضر ہوتے تو میں اس وقت بھی حاضر رہتا اور میں (وہ باتیں آپ ﷺ سے سن کر) یاد کر لیتا جسے ان حضرات کو (اپنے کاروبار کی مشغولیت کی وجہ سے یا تو سننے کا موقع نہ ملتا یا) وہ بھول جایا کرتے تھے۔"

بڑھئی کا پیشہ:

محنت کشوں کی ایک بڑی تعداد اس پیشے سے منسلک تھی۔ ذیل میں چند روایات پیش کی جاتی ہیں۔ سیدنا جابر بن عبد اللہؓ سے روایت ہے:

''ایک انصاری عورت نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے لئے کوئی ایسی چیز نہ بنا لاؤں جس پر آپ بیٹھ جایا کریں، اس لئے کہ میرا غلام بڑھئی کے پیشے سے وابستہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم چاہو تو بنوا سکتی ہو۔ راوی کا کہنا ہے کہ اس عورت نے آپ ﷺ کے لئے منبر بنوا لیا۔ جب جمعہ کا دن آیا تو رسول اللہ ﷺ اس منبر پر تشریف فرما ہوئے جو آپ ﷺ کے لئے تیار کیا گیا تھا۔''(46)

ایک روایت میں ہے کہ کچھ لوگ سیدنا سہل بن سعد الساعدیؓ کے پاس آئے جنہیں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے بارے میں شک تھا کہ وہ کس لکڑی سے تیار ہوا تھا۔ تو سیدنا سہلؓ نے اُن سے فرمایا:

43۔ الشیخ صالح احمد الشامی، مواعظ الصحابہؓ۔ (المكتب الاسلامی للطباعة والنشر، بیروت، ۱۴۲۶ھ)، ص ۲۵۵

44۔ الیعقوبیؒ، احمد بن ابی یعقوب بن واضح اصفہانی (الکاتب)، تاریخ الیعقوبی۔ (دار صادر، بیروت، سن ندارد)، ج ۲، ص ۱۴۳

45۔ صحیح بخاری، باب حفظ العلم، ح ۲۰۴۷

46۔ صحیح بخاری، باب الخطبة على المنبر، ح ۲۰۹۵

"اللہ کی قسم! میں خوب جانتا ہوں کہ منبر نبوی کس لکڑی سے تیار ہوا تھا، میں نے اسے پہلے دن بھی دیکھا جب اسے تیار کر کے رکھا گیا تھا اور اس وقت بھی دیکھا جب اس پر پہلے دن رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوئے۔۔۔ چنانچہ اس (انصاری عورت) نے اپنے غلام کو حکم دیا کہ وہ غابہ جنگل کے جھاؤ (کے درخت) سے منبر تیار کر دے۔ چنانچہ وہ منبر تیار کر کے لے آیا تو وہ عورت اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے آئی۔"(47)

اسلحہ سازی کا پیشہ:

سیدنا سلمان فارسی منجنیق، دبابہ اور کمان بنانا جانتے تھے۔ بالخصوص عربوں کے ہاں منجنیق سازی کا فن سیدنا سلمان فارسی ؓ کے ذریعے ہی پہنچا۔ جرجی زیدان نے تاریخ التمدن الاسلامی میں لکھا ہے کہ سیدنا سلمان فارسی نے دوسرے فنونِ جنگ کے ساتھ ساتھ منجنیق سازی بھی عربوں کو سکھائی تھی۔

ابن الاثیرؒ لکھتے ہیں کہ طائف کا محاصرہ کچھ اُوپر بیس دن جاری رہا۔ حضور ﷺ نے ان کے خلاف منجنیق نصب کرنے کا حکم دیا۔ منجنیق کے استعمال کا مشورہ سیدنا سلمان فارسی نے دیا تھا۔(48) واقدیؒ نے اپنے شیوخ سے اس طرح کا واقعہ بیان کر کے کہا ہے کہ سیدنا سلمان فارسی نے منجنیق کو خود بنایا اور اس کے استعمال کا مشورہ دیا۔ بقول بعض منجنیق کے علاوہ دبابہ بھی انہوں نے پیش کیا۔(49)

اسی طرح سیدنا خباب بن الارت تلواریں بناتے تھے۔ سیدنا سعد بن ابی وقاص تیر ساز تھے۔ ایک روایت کے مطابق نبی کریم ﷺ نے دو صحابہ کرام، سیدنا عروہ بن مسعود اور سیدنا غیلان بن اسلم کو ۸ ھجری میں بیرون ملک روانہ کیا جو وہاں دبابے، منجنیق اور جنور کی صنعت سیکھ رہے تھے۔(50)

دَبَّابَہ ایک قسم کی جنگی گاڑی تھی جس سے وہی کام لیا جاتا تھا جو آج کل ٹینک سے لیا جاتا ہے، چنانچہ آج بھی ٹینک کو عربی زبان میں دَبَّابَہ ہی کہا جاتا ہے۔ مِنجَنِیق سے وہ کام لیا جاتا تھا جو آج کل توپ سے لیا جاتا ہے اور ضُبُور لکڑی کا ایک بڑا آلہ تھا جس پر چمڑا چڑھا دیا جاتا تھا، پھر اس کی آڑ میں دشمن کے قلعے کے پاس پہنچ کر حملہ کرتے تھے، اس کا استعمال بھی دَبَّابَہ کے مشابہ تھا۔(51)

خبّاز (نان بائی) کا پیشہ:

خبّاز عربی زبان میں روٹی پکانے والے کو کہا جاتا ہے۔ گھروں میں بالعموم خواتین خود روٹی پکاتی تھیں اور اس کے لئے خاص قسم کے پتھروں کے چولھے ہوتے تھے۔ گھریلو چولھوں کے علاوہ مشترکہ چولہے کی روایت بھی عرب سماج اور اسلامی مدنی معاشرے میں کم از کم موجود تھی۔ محلّہ کا ایک مشترکہ تنور ہوتا تھا جہاں عورتیں اپنا اپنا آٹا لے کر آتیں اور باری باری روٹی پکاتی تھیں۔ رسول کریم ﷺ کا مشترکہ چولہا یا تنور ایک صحابیہ سیدہ اُم ہشام بنت حارثہ بن نعمان انصاریہؓ کے ساتھ تھا۔ جیسا کہ روایت میں ہے:

وَكَانَ تَنُّورُ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- وَتَنُّورُنَا وَاحِدًا(52) "ہمارا تنور اور رسول اللہ ﷺ کا تنور مشترک تھا۔"

47۔ صحیح بخاری، باب الْخُطْبَةِ عَلَى الْمِنْبَرِ، ح ۲۰۹۴

48۔ ابن الاثیر الجزریؒ، عزّالدین، ابی الحسن علی بن محمد، الکامل فی التاریخ۔ (مطبوعہ المنیریہ، مصر، سن ندارد)، ج ۲، ص ۱۸۱

49۔ ابن کثیرؒ، عماد الدین اسمٰعیل بن عمر، البدایۃ والنھایۃ۔ (دار الریان للتراث، القاھرۃ، ۱۹۸۸ء)، ج ۲، ص ۲۷۰

50۔ ایضاً، ج ۲، ص ۲۷۳

51۔ لوئیس معلوف، المنجد، ترجمہ: ابو الفضل مولانا عبد الحفیظ بلیاویؒ۔ (مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء)

سیدنا انس بن مالکؓ کے ایک غلام ان کے لئے عمدہ کھانے اور دو رنگ کے سالن پکاتا تھا، وہ ان کی میدے کی روٹیاں پکایا کرتا تھا۔ حواریٰ وہ میدہ تھا جو بار بار چھانا جاتا تھا تاکہ نرم ہو جائے اور اس میں مکھن بھی گوندھتے وقت ڈالا جاتا تھا۔[53] اسی طرح روٹی پکانے والیوں کا ایک طبقہ تھا جو اُجرت پر روٹیاں پکاتا تھا۔ ان خواتین کو عام طور پر غیر معمولی حالات میں طلب کیا جاتا تھا، اور زیادہ کھانے والوں کے لئے ان سے روٹیاں پکوائی جاتی تھیں۔ غزوہ خندق کے دوران جب سیدنا جابر بن عبداللہ □ نے نبی کریم ﷺ اور آپ کے صحابہؓ کی دعوت کی تو کھانا پکانے والی صرف ان کی اہلیہ تھیں۔ آپ ﷺ نے جابرؓ کو حکم دیا:

ادْعِي خَابِزَةً فَلْتَخْبِزْ مَعَكِ وَ اقْدَحِي مِنْ بُرْمَتِكُمْ وَلَا تُنْزِلُوهَا[54] "ان کی مدد کے لئے ایک روٹی پکانے والی کو بھی بلا لیں، ہانڈی سے سالن لیا کریں اور اتارو نہیں۔"

خاتون خانہ کے ساتھ وہ خابزۃ بھی روٹیاں پکاتی گئی اور تنور سے رسول اللہ ﷺ روٹیاں نکالتے گئے اور ان پر سالن رکھ کر پیالوں میں انڈیل کر صحابہ کرام کو دیتے گئے۔

حلاق کا پیشہ:

حجامت بنانے والے کے لئے عربی میں حلاق کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کے جسم پر کچھ بال ایسے پیدا کئے ہیں کہ ان کے مونڈنے اور کاٹنے کا حکم ہے۔ اب ہر آدمی کے لئے ممکن نہیں کہ اپنے تمام بال خود تراش کر حجامت کر لے، اس کے لئے دوسرے کے تعاون کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ رسول کریم ﷺ کے متعلق موجود ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر آپ ﷺ نے حجام سے بال بنوائے۔ سیدنا انس بن مالک □ کا بیان ہے:

> ''رسول اللہ ﷺ، منیٰ تشریف لائے، پھر جمرہ عقبہ کے پاس آئے اور کنکریاں ماریں، پھر منیٰ میں اپنے پڑاؤ پر آئے اور قربانی کی، پھر حجام سے کہا کہ پکڑو اور آپ ﷺ نے اپنے (سر مبارک کی) دائیں جانب اشارہ فرمایا، پھر بائیں طرف، پھر آپ ﷺ اپنے بال مبارک لوگوں کو دینے لگے۔''[55]

سیدنا کعب بن عجرہؓ سے روایت ہے:

مَرَّ بِيَ النَّبِيُّ ﷺ وَ أَنَا أُوقِدُ تَحْتَ الْقِدْرِ فَقَالَ أَيُؤْذِيكَ هَوَامُّ رَأْسِكَ قُلْتُ نَعَمْ فَدَعَا الْحَلَّاقَ فَحَلَقَهُ ثُمَّ أَمَرَنِي بِالْفِدَاءِ[56] "نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گزرے اور میں ہنڈیا کے نیچے آگ جلا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تیرے سر کی جوئیں تجھے اذیت پہنچا رہی ہیں؟'' میں نے عرض کی: ''جی ہاں'' آپ ﷺ نے حجام کو بلایا تو اس نے میرے بال مونڈ دیئے، پھر آپ ﷺ نے مجھے فدیہ دینے کا حکم دیا۔"

سیدنا عبداللہ بن جعفر بیان کرتے ہیں:

52۔ سنن ابی داؤد، باب الرَّجُلِ يَخْطُبُ عَلَى قَوْسٍ، ح ۱۱۰۰

53۔ فتح الباری، ج۹، ص ۶۵۷۔۶۵۸

54۔ صحیح بخاری، باب غزوة الخندق وهي الأحزاب، ح ۴۱۰۲

55۔ صحیح مسلم، بَاب بَيَانِ أَنَّ السُّنَّةَ يَوْمَ النَّحْرِ أَنْ يَرْمِيَ ثُمَّ يَنْحَرَ ثُمَّ يَحْلِقَ وَالِابْتِدَاءِ فِي الْحَلْقِ بِالْجَانِبِ الْأَيْمَنِ مِنْ رَأْسِ الْمَحْلُوقِ ح ۱۳۰۵

56۔ صحیح بخاری، بَابُ قَوْلِ الْمَرِيضِ (بَابُ مَا رُخِّصَ لِلْمَرِيضِ) إِنِّي وَجِعٌ أَوْ وَا رَأْسَاهْ أَوِ اشْتَدَّ بِي الْوَجَعُ، ح ۵۶۶۵

أَمْهَلَ آلَ جَعْفَرٍ ثَلاَثًا أَنْ يَأْتِيَهُمْ ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَالَ:لاَ تَبْكُوا عَلَى أَخِي بَعْدَ الْيَوْمِ،ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي بَنِي أَخِي ، فَجِيءَ بِنَا كَأَنَّا أَفْرُخٌ فَقَالَ « ادْعُوا لِي الْحَلاَّقَ » فَأَمَرَهُ فَحَلَقَ رُءُوسَنَا[57]"(سیدنا جعفر بن ابی طالبؓ کی شہادت کے موقع پر) نبی کریم ﷺ نے آل جعفر سے تین دن تک کچھ نہ کہا، پھر اُن کے پاس آئے اور فرمایا: "آج کے بعد میرے بھائی پر مت رونا۔" پھر فرمایا: "میرے بھتیجوں کو میرے پاس بلاؤ، تو ہمیں بلایا گیا گویا ہم چڑیا کے بچے تھے (یعنی ہمارے سروں کے بال بکھرے ہوئے تھے) تو آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس حجام کو بلاؤ، آپ ﷺ نے اس سے کہا تو اس نے ہمارے سر مونڈ دیئے۔"

ان روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں یہ پیشہ (حجام) عام تھا اور کئی صحابہ □ نے رسول کریم ﷺ کی اس خدمت کی سعادت حاصل کی۔ سیدنا معاویہؓ فرماتے ہیں:

قَصَّرْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِشْقَصٍ[58]"میں نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک قینچی کے ساتھ کاٹے۔"

ایک روایت کے مطابق جب صلح حدیبیہ ہو جانے کے بعد آنحضرت ﷺ نے قربانی کے جانور ذبح کرنے، احرام کھولنے، سر منڈوانے یا بال ترشوانے کا حکم دیا۔ اس موقع پر خود اپنا سر بھی منڈوایا، اور یہ سعادت سیدنا سلمان فارسیؓ کے ہاتھ آئی۔ بعض روایات کے مطابق سیدنا ابولبابہؓ بھی یہ ذمہ داری نبھاتے تھے۔[59] مشہور مستشرق آربری نشاندہی کرتا ہے کہ ایران میں جب اہلِ حرفہ کی پیشہ ورانہ تنظیمیں قائم ہوئیں تو انہوں نے اپنا خصوصی روحانی سرپرست سیدنا سلمانؓ کو قرار دیا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے موتراش تھے۔

عطر فروشی اور مشاطہ کا پیشہ:

عہد نبوی میں ایک طبقہ عطر سازی اور عطر فروشی کی صنعت میں ماہر تھا۔ عطریات اور خوشبوؤں کی عموماً دو قسمیں دستیاب تھیں۔ ایک وہ عمدہ عطر اور خوشبو ہوتے تھے جو یمن سے بالخصوص اور دوسرے علاقوں سے درآمد کئے جاتے تھے اور دوسری قسم اُن مقامی خوشبوؤں کی تھی جو گھروں میں خواتین یا عطارانِ قوم خود بنا لیتے تھے۔ جیسا کہ تاریخ ایران کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے:

> "یہ (عطر سازی) مقامی صنعت تھی۔ البتہ دور دراز کے علاقوں سے خوشبوؤں کی تجارت اور غالباً دوسری مقامی تجارت بھی مرد تاجروں کے ہاتھ میں تھی اور وہ خاصی مقبول اور مفید تجارت تھی کہ سب سے زیادہ منافع لانے والی اقسام میں شمار ہوتی تھی۔"[60]

مدینہ منورہ میں ایک انصاری خاتون سیدہ خولا □ تھیں۔ وہ ایسی عطر فروش خاتون شہر تھیں کہ "العطارہ" کے لقب سے ہی مشہور ہو گئی تھیں۔ وہ دوسرے گھروں کے علاوہ کاشانہ نبوی میں بھی آتی تھیں اور ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے ہاتھ عطر فروخت کرتی تھیں اور رسول کریم ﷺ انہیں دہلیز پر قدم رکھتے ہی پہچان لیتے تھے۔ بعض روایات میں عطر فروش خاتون زینبؓ کا نام بھی ملتا ہے جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے پاس آتی تھیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: جب تم ہمارے یہاں آتی ہو ہمارے مکانات خوشبو سے معطر ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے عرض کیا:

57۔ سنن ابی داؤد، باب فِي حَلْقِ الرَّأْسِ، ح ۴۱۹۲

58۔ صحیح بخاری، بَابُ الْحَلْقِ وَالتَّقْصِيرِ عِنْدَ الإِحْلاَلِ، ح ۱۷۳۰

59۔ میرزا فاضل بدخشانیؒ، تاریخ ایران (مؤسسة الكوثر، قم، سن ندارد)، ج ۱، ص ۵۰۷۔۵۰۸

60۔ تاریخ ایران، ج ۱، ص ۵۰۶

یارسول اللہ ! آپ کے مکانات بنسبت میرے عطر کے آپ ﷺ ہی کی خوشبو سے زیادہ معطر ہیں۔ پھر آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے زینبؓ! تو جب کچھ فروخت کرے تو خریدنے والوں کے ساتھ نیکی کرنا اور ان کو فریب مت دینا۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے یہ زیادہ پرہیزگاری کی بات ہے اور اس طرح مال کو زیادہ باقی رکھتا اور برکت دیتا ہے۔ (61)

ایک روایت میں اُم سائب ملیکہؓ کے بارے میں آتا ہے کہ یمن سے درآمد شدہ عطر فروخت کرتی تھیں۔ نیز اسما بنت مخربہ ثقفیؓ کا شمار بھی اہم عطر فروشوں میں ہوتا تھا۔ (62) اسی طرح ان کے علاوہ دوسری عطارائیں اور عطار بھی تھے جن کا ذکر عہد نبوی میں ملتا ہے۔ عطر کی تجارت ایک بہترین کام ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن عمرؓ سے مروی حدیث مبارکہ کے الفاظ ہیں :

لَوْ أَذِنَ اللّٰهُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ فِي التِّجَارَةِ لَاتَّجَرُوا فِي الْبَزِّ وَالْعِطْرِ (63) "اگر اہل جنت کو تجارت کی اجازت ہوتی تو وہ کپڑے اور عطر کی تجارت کرتے۔"

اسی طرح مشاطہ کا ایک خاص طبقۂ نسواں تھا جو خواتین بالخصوص دُلہنوں کی زیب و آرائش کا کام شادی بیاہ کے علاوہ عام دنوں میں بھی کرتا تھا۔ روایات میں مشاطہ کا ذکر سیدہ عائشہ صدیقہؓ اور سیدہ فاطمۃ الزہراؓ کی شادی کے واقعہ میں آتا ہے، (64) ان سے قبل سیدہ خدیجۃ الکبریٰؓ کی بھی ایک مشاطہ تھی۔

طبابت کا پیشہ :

رسول کریم ﷺ کے عہد مبارک میں باقاعدہ پیشہ ور طبیب موجود تھے۔ بعثت نبوی سے پہلے ضماد ازدی ایک معروف طبیب اور جھاڑ پھونک کرنے والے شخص تھے۔ وہ مکہ آئے اور آپ ﷺ کے خلاف مشرکین کے پروپیگنڈے کا شکار ہو گئے۔ جب انہوں نے مکہ کے کم عقلوں سے سنا کہ آپ ﷺ کو نعوذ باللہ جنون کی بیماری ہے تو وہ بولے :

"کاش اس آدمی سے میری ملاقات ہو جائے۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اسے میرے ہاتھوں شفایاب فرمادے۔"

ضماد کی ملاقات نبی کریم ﷺ سے ہو گئی تو عرض کیا: "اے محمد (ﷺ)! میں اس بیماری کا علاج کرتا ہوں اور اللہ جسے چاہیں میرے ہاتھوں سے شفا بھی عطا فرماتے ہیں۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں آپ کو اس بیماری کا دم کروں؟" نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يُضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ أَمَّا بَعْدُ (65) "بلاشبہ تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں اور اسی سے مدد مانگتے ہیں۔ جسے اللہ ہدایت نصیب فرمائے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے اللہ گمراہ رکھے اسے

61۔ أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج۵، ص ۴۳۲

62۔ مجلسیؒ، محمد باقر، حیات القلوب۔ ترجمہ، بشارت حسین کامل مرزاپوریؒ، (مجلس علمی اسلامی، پاکستان، ۱۹۶۶ء)، ج۲، ص ۸۶۱

63۔ الطبراني ، سليمان بن أحمد ، الروض الداني (المعجم الصغير)، تحقیق: محمد شکور محمود، (المکتب الاسلامی، بیروت)، ح۶۹۹، ج۲، ص ۱۷ ۔ أسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ، ج۵، ص ۵۴۹۔ مجمع الزوائد ومنبع الفوائد، ج۴، ص ۶۳

64۔ پروفیسر لیٰسین مظہر صدیقی، رسول اکرم ﷺ اور خواتین۔ (نشریات، لاہور)، ص ۱۵۴
علامہ محمد باقر مجلسیؒ، تہذیب الاسلام، ترجمہ: مولانا سید مقبول احمدؒ، (افتخار بک ڈپو، لاہور، ۱۹۸۰ء)، ص ۱۸۳

65۔ صحیح مسلم، بَاب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ، ح۸۶۸

کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔اور میں گواہی دیتاہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں اور بلاشبہ محمد(ﷺ) اس کے بندے اور رسول ہیں،امابعد۔"

ضماد عرض کرنے لگا آپ مجھے یہ کلمات دوبارہ سنایئے۔تب نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ یہ کلمات دہرائے۔ضماد نے کہا:

''میں نے کاہنوں، جادوگروں اور شعراء کے کلام سنے ہیں لیکن آپ کے ان کلمات جیسے الفاظ آج تک نہیں سنے۔ان میں تو سمندر کی سی گہرائی اور گیرائی ہے۔''

پھر انہوں نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی:''اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کے ہاتھ پر اسلام کی بیعت کرنا چاہتا ہوں۔''

جب سیدنا ضماد ازدیؓ نے بیعت کرلی تو آپ ﷺ نے فرمایا:''اپنی قوم کے بارے میں بیعت کرتے ہو؟''

سیدنا ضماد ازدیؓ نے کہا:''ہاں اپنی قوم کے بارے میں بھی بیعت کرتا ہوں۔''[66]

ایک مرتبہ سیدنا سعد بن ابی وقاصؓ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی تو رسول اللہ ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔اس موقع پر آپ ﷺ نے فرمایا:

ائْتِ الْحَارِثَ بْنَ كَلَدَةَ أَخَا ثَقِيفٍ فَإِنَّهُ رَجُلٌ يَتَطَبَّبُ[67]"قبیلہ ثقیف کے حارث بن کلدۃ کے پاس جاؤ، وہ علاج معالجہ کرتا ہے۔"

سیدنا حارث بن کلدۃؓ نے آپ ﷺ کے دست حق پر اسلام قبول کر لیا تھا۔اسی طرح سیدنا ابی بن کعب کو غزوہ احزاب میں رگ اکحل (بازو کی ایک رگ کا نام جس کی فصد کھولی جاتی ہے) پر تیر لگا تو رسول کریم ﷺ نے علاج کے لئے ان کے پاس ایک حکیم کو بھیجا جس نے آپ ﷺ کا علاج کیا۔سیدنا جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں:

بَعَثَ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- إِلَى أُبَيٍّ طَبِيبًا فَقَطَعَ مِنْهُ عِرْقًا[68]"نبی کریم ﷺ نے سیدنا ابی بن کعب کے پاس ایک طبیب کو بھیجا جس نے ان کی ایک رگ کاٹی (یعنی فصد کیا)۔"

سیدنا عبدالرحمن بن عثمانؓ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ طَبِيبًا سَأَلَ النَّبِيَّ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ ضِفْدَعٍ يَجْعَلُهَا فِي دَوَاءٍ فَنَهَاهُ النَّبِيُّ -صلى الله عليه وسلم- عَنْ قَتْلِهَا[69]"ایک معالج نے مینڈک کے متعلق نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ اسے دوا میں ڈال لیا کرے تو نبی کریم ﷺ نے اس طبیب کو مینڈک کے قتل سے منع کر دیا۔"

بعض خواتین کے بارے میں بھی صراحت ملتی ہے کہ انہوں نے طبابت کو بطور پیشہ اپنایا ہوا تھا اور ان سے لوگ استفادہ کرتے تھے۔اس سلسلے میں سب سے مشہور نام قبیلہ اسلم کی خاتون سیدہ رفیدہؓ کا آتا ہے۔غزوہ احزاب کے موقع پر سیدنا سعد بن معاذؓ کے ہاتھ میں ایک تیر آ لگا اور ان

66۔ صحیح مسلم، بَاب تَخْفِيفِ الصَّلَاةِ وَالْخُطْبَةِ،ح۸٦۸

67۔ سنن ابی داؤد، باب فِي تَمْرَةِ الْعَجْوَةِ ،ح۳۸۷۵

68۔ سنن ابی داؤد،باب فِي قَطْعِ الْعِرْقِ وَمَوْضِعِ الْحَجْمِ،ح۳۸٦٤

69۔ سنن ابی داؤد،باب فِي الأَدْوِيَةِ الْمَكْرُوهَةِ،ح۳۸۷۱

کی ''اکحل'' نامی رگ زخمی ہوگئی جس سے خون کسی طرح نہیں رُک رہا تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ □ سے فرمایا: **حَوِّلُوهُ عِنْدَ امْرَأَةٍ يُقَالُ لَهَا: رُفَيْدَةُ ، وَكَانَتْ تُدَاوِي الْجَرْحَى**[70]

"اُنہیں رُفیدہ خاتونؓ کے ہاں منتقل کرو (جو علاج معالجہ کرتی تھیں)۔"

جبکہ سیرت ابن ہشام کا بیان ہے:

اجعلوه فى خيمة رفيدة حتى اعوده من قريب[71] "اُنہیں رُفیدہؓ کے خیمے میں رکھو تاکہ میں قریب سے ان کی عیادت کر سکوں۔"

انہیں زخمیوں کے علاج معالجہ میں مہارت تھی اور وہ یہ کام بغیر کسی اُجرت کے انجام دیتی تھیں۔ ابن ہشامؒ لکھتے ہیں:

كانت امراة تداوى الجزحى وتحتسب بنفسها على خدمته من كانت به ضينعة من المسلمين[72] "وہ ایسی خاتون تھیں جو زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔ مسلمانوں کی خدمت اور ان کی تکالیف کے ازالہ کا کام وہ بغیر کسی معاوضے کے وہ اللہ تعالیٰ سے اجر ملنے کی اُمید میں کرتی تھیں۔"

سیدہ شفاء بنت عبداللہؓ مختلف علاج تدابیر بتایا کرتی تھیں۔ وہ نملہ (ایک جلدی بیماری) کا علاج جھاڑ پھونک سے کیا کرتی تھیں۔ اسی طرح سیدہ کعیبہ بنت سعد الاسلمیہؓ بھی علاج معالجہ کی خدمات انجام دیتی تھیں۔[73]

طبیب سے علاج کروانا رسول کریم ﷺ کی سنت کے عین مطابق ہے۔ سیدنا اُسامہ بن شریکؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا (تو دیکھا کہ) آپ ﷺ کے صحابہؓ، آپ ﷺ کی مجلس میں ایسے بیٹھے تھے جیسے ان کے سروں پر پرندے ہوں (یعنی انتہائی باادب اور پر سکون تھے) میں نے انہیں سلام کہا اور بیٹھ گیا۔ اتنے میں بدوی لوگ اِدھر اُدھر سے آئے اور عرض کیا:

يَا رَسُولَ اللَّهِ أَنَتَدَاوَى فَقَالَ: تَدَاوَوْا فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ لَمْ يَضَعْ دَاءً إِلاَّ وَضَعَ لَهُ دَوَاءً غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ الْهَرَمُ[74] "یارسول اللہ! کیا ہم دَوادارو کرلیا کریں؟ (یعنی دوا کریں یا توکل کریں؟) آپ نے فرمایا: ''تم دوا کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں پیدا کی جس کے لئے دوا نہ ہو، سوائے ایک بیماری کے اور وہ بڑھاپا ہے۔"

سیدنا عبداللہ بن عمر □ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (عطائی حکیموں کو تنبیہ کرتے ہوئے) فرمایا:

مَنْ تَطَبَّبَ وَلاَ يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَهُوَ ضَامِنٌ[75] "جو آدمی طبیب نہ ہو اور وہ علاج کرے (اور اس کے علاج سے کسی کو نقصان پہنچے) تو وہ ذمہ دار ہے۔"

70۔ صهيب عبد الجبار ، الجامع الصحيح للسنن والمسانيد ،عدد اجزا:۳۸،تاریخ نشر ۲۰۱۴،ج۱،ص۲۶۸

71۔ ابن هشامؒ، السيرة النبوية،ج۳،ص۸۵

72۔ الاصابة فى تمييز الصحابة،ج۳،ص۸۵۲

73۔ الاصابة فى تمييز الصحابة،ج۶،ص۲۱۲

74۔ سنن ابى داؤد، باب فِي الرَّجُلِ يَتَدَاوَى،ح۳۸۵۵

75۔ سنن ابى داؤد، باب فِيمَنْ تَطَبَّبَ وَلاَ يُعْلَمُ مِنْهُ طِبٌّ فَأَعْنَتَ،ح۴۵۸۶

حجامہ کا پیشہ:

بعض امراض میں اس کا استعمال اس طرح کیا جاتا ہے، کہ جسم کے مقام مطلوب پر کسی نشتر سے پچھنے لگا کر خون نکالا جاتا ہے۔ اس عمل کے کرنے والے کو حاجم کہتے ہیں۔ عہد نبوی میں اس پیشے سے منسلک افراد بھی موجود تھے۔ حجامہ لگوانا آپ ﷺ کی سنت ہے اور ایک بہترین علاج بھی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے خود پچھنے لگوائے اور دوسروں کو اس کی ترغیب دی۔ امام بخاریؒ اپنی صحیح میں حجامہ پر پانچ ابواب لائے ہیں۔ سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے:

أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَمَ وَهُوَ مُحْرِمٌ فِي رَأْسِهِ مِنْ شَقِيقَةٍ كَانَتْ بِهِ[76] "رسول اللہ ﷺ نے احرام کی حالت میں اپنے سر مبارک میں پچھنا لگوایا، آدھے سر کے درد کی وجہ سے، جو آپ ﷺ کو ہو رہا تھا۔"

آپ ﷺ نے پچھنے لگوانے کی مزدوری بھی ادا فرمائی۔ سیدنا انس بن مالک □ سے روایت ہے:

حَجَمَ أَبُو طَيْبَةَ رَسُولَ اللهِ ﷺ فَأَمَرَ لَهُ بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ وَأَمَرَ أَهْلَهُ أَنْ يُخَفِّفُوا مِنْ خَرَاجِهِ[77]

"ابو طیبہؓ نے رسول اللہ ﷺ کو سینگی لگائی۔ آپ نے اسے ایک صاع کھجوریں دینے کا حکم دیا نیز اس کے مالکوں کو فرمایا کہ وہ اس کے خراج میں کمی کریں۔"

اس پیشے کے ذریعے اجرت کے حلال ہونے پر سیدنا عبداللہ بن عباسؓ سے مروی حدیث میں ہے:

نبی کریم ﷺ نے ایک دفعہ سینگی لگوائی اور لگانے والے کو اُجرت دی۔ اگر یہ مزدوری حرام ہوتی تو آپ ﷺ اسے نہ دیتے۔[78]

رنگ ساز کا پیشہ:

عام طور پر عورتیں خود اپنے کپڑے من چاہے رنگوں میں رنگ لیتی تھیں مگر سب مرد و عورت یہ کام نہیں کر سکتے تھے، خاص طور پر مرد حضرات۔ لہٰذا وہ کسی رنگ ساز سے اپنے کپڑے رنگواتے تھے۔ جیسا کہ اس حوالے سے یٰسین مظہر صدیقی لکھتے ہیں:

"یہ پیشہ ور طبقہ ماہرین ہوتا تھا۔ ان میں مرد و عورت دونوں شامل ہوتے تھے اور بالعموم عورتیں عورتوں کے کپڑے رنگتی تھیں۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اکابر کے گھروں بالخصوص ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کے گھروں میں جا کر کپڑے رنگتی تھیں۔"[79]

بنو سعد کی ایک خاتون بیان کرتی ہیں کہ میں ایک دن اُم المومنین سیدہ زینبؓ کے پاس تھی اور ہم ان کے کپڑوں کو سرخ رنگ کر رہے تھے کہ رسول کریم ﷺ تشریف لائے لیکن جب آپ ﷺ نے مغرہ (غیر خالص سرخ) دیکھا تو پلٹ گئے۔ سیدہ زینبؓ سمجھ گئیں کہ آپ ﷺ کو رنگ پسند نہیں آیا لہٰذا انہوں نے اپنے تمام کپڑے دھو ڈالے اور تمام سرخی مٹا دی۔[80]

76۔ صحیح بخاری، بَابُ الْحَجْمِ (الْحِجَامَةِ) مِنَ الشَّقِيقَةِ وَالصُّدَاعِ، ح۵۷۰۱

77۔ صحیح بخاری، بَابُ ذِكْرِ الْحَجَّامِ، ح۲۱۰۲

78۔ صحیح بخاری، باب ذکر الحجام، ح۲۱۰۳

79۔ عہد نبوی میں تمدن، ص۴۵۹

جزّار اور لحّام کا پیشہ:

''الجزّار'' عربی زبان میں ذبح کرنے والے کو اور ''اللحّام'' گوشت بیچنے والے کو کہا جاتا ہے۔ اُردو زبان میں اس پیشے کے اختیار کرنے والے کو قصائی کہا جاتا ہے۔ سیدنا زبیر بن عوامؓ کا ذبیحہ خانہ مدینہ منورہ میں موجود تھا۔ (81) قصائی کی مزدوری کے حوالے سے سیدنا علی بن ابی طالبؓ فرماتے ہیں:

ان النبی ﷺ أَمَرَهُ أَنْ يَقُومَ عَلَى بُدْنِهِ وَأَنْ يَقْسِمَ بُدْنَهُ كُلَّهَا لُحُومَهَا وَجُلُودَهَا وَجِلاَلَهَا وَلاَ يُعْطِيَ فِي جِزَارَتِهَا شَيْئًا(82)

"نبی کریم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ آپ کے اونٹوں کی نگرانی کریں اور یہ کہ آپ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی ہر چیز گوشت، چمڑا اور جھول خیرات کردیں اور قصائی کو مزدوری اس میں سے نہ دیں۔"

سیدنا ابو مسعود انصاری سے روایت ہے کہ انصار میں سے ایک آدمی جن کی کنیت ابو شعیب تھی وہ آئے اور اپنے غلام کو جو قصائی تھا حکم دیا کہ میرے لئے کھانا تیار کرو جو پانچ آدمیوں کے لئے کافی ہو، میں نے نبی کریم ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ چار اور آدمیوں کی دعوت کا ارادہ کیا ہے۔ (83) ان واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پیشہ بھی آپ ﷺ کے زمانے میں موجود تھا۔ سیدنا عمر بن خطابؓ اپنی خلافت کے زمانے میں سیدنا زبیر بن عوام □ کے ذبیحہ خانہ (گوشت کی دوکان) پر آئے۔ اس وقت مدینہ منورہ میں وہی ایک ذبیحہ خانہ تھا۔ سیدنا عمرؓ کے پاس ایک دُرّہ ہوتا تھا، اگر کسی آدمی کو دو دن مسلسل گوشت خریدتے ہوئے دیکھتے تو اسے دُرّے لگاتے اور فرماتے:

''تم اپنے شکم کو اپنے پڑوسی اور چچازاد بھائیوں کے لئے سمیٹ نہیں سکتے؟(84)

حمال کا پیشہ:

عربی زبان میں بوجھ ڈھونے والے کو ''حمال'' کہتے ہیں۔ یہ پیشہ بھی عہد نبوی میں موجود تھا اور بعض محنت کش اُجرت پر دوسروں کا بوجھ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے تھے۔ سیدنا ابو مسعود انصاریؓ فرماتے ہیں:

كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمَرَ(أَمَرَنَا) بِالصَّدَقَةِ انْطَلَقَ أَحَدُنَا إِلَى السُّوقِ فَيُحَامِلُ فَيُصِيبُ الْمُدَّ وَإِنَّ لِبَعْضِهِمْ لَمِائَةَ أَلْفٍ قَالَ مَا نَرَاهُ (مَا نَرَاهُ يَعْنِي) إِلَّا نَفْسَهُ (85)

"رسول اللہ ﷺ جب صحابہ کرامؓ کو صدقہ کرنے کا حکم دیتے تو ہم میں سے ایک آدمی بازار کی طرف جاتا اور لوگوں کے بوجھ اُٹھاتا، جس سے ایک مُد مزدوری ملتی (جو وہ صدقہ کرتے) اور اب ان میں سے بعض کے پاس ایک ایک لاکھ درہم و دینار موجود ہیں۔ راوی حدیث (شقیقؒ) کہتے ہیں کہ میرے خیال کے مطابق سیدنا ابو مسعودؓ نے ''بعض'' سے مراد خود ہی کو لیا ہے۔"

سیدنا سعید بن ربیعؓ کہتے ہیں:

80۔ سنن ابی داؤد، باب فِي الْحُمْرَةِ، ح۴۹۷۱

81۔ معلوف، لوئیس، المنجد۔ ترجمہ، ابوالفضل مولانا، عبدالحفیظ بلیاویؒ، (مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۲۰۰۹ء)، ص۹۱

82۔ صحیح بخاری، بَابٌ يُتَصَدَّقُ (يَتَصَدَّقُ) بِجُلُودِ الْهَدْيِ، ح۱۷۱۷

83۔ صحیح بخاری، بَابُ إِذَا أَذِنَ إِنْسَانٌ لِآخَرَ شَيْئًا جَازَ، ح۲۰۸۱

84۔ الدکتور عمر السید، الدور السیاسی للصفوۃ فی صدر الاسلام۔ (دارالسلام للطباعة والنشر والتوزیع والترجمة، الریاض)، ص۲۳۱.
ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، فقہ حضرت عمر۔ (ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۶ء)، ص۵۷

85۔ صحیح بخاری، بَابُ مَنْ آجَرَ نَفْسَهُ لِيَحْمِلَ عَلَى ظَهْرِهِ ثُمَّ تَصَدَّقَ بِهِ (مِنْهُ) وَأُجْرَةِ (وَأَجْرِ) الْحَمَّالِ، ح۲۲۷۳

كُنَّا نُحَامِلُ عَلَى ظُهُورِنَا[86]"ہم اپنی کمروں پر بوجھ لادا کرتے تھے۔"

سیدنا عبداللہ بن عباسؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کچھ ضرورت مند ادنی لباس پہنے ہوئے آئے، وہ اپنی پشت پر کھجوریں لاتے تھے (یعنی حمالی کا کام کرتے تھے)۔[87] سیدنا علی بن ابی طالبؓ کے پاس ایک حمال کو لایا گیا جس نے سر پر ایک بڑا سا شیشے کا برتن اُٹھایا تھا جس میں تیل بھرا ہوا تھا۔اس حمال نے یہ برتن توڑ دیا تھا۔آپ نے حمال کو اس نقصان کے لئے تاوان کی ادائیگی کا حکم دیا۔[88]

سرکاری ملازمتیں:

مختلف نوعیت کی سرکاری ملازمتیں بھی عہد نبوی میں موجود تھیں۔مثال کے طور پر امن وامان کی صورت حال خراب کرنے والوں کی تادیب کے لئے رسول کریم ﷺ نے باقاعدہ انتظام کیا۔اس غرض کے لئے نہ صرف یہ کہ پولیس کا محکمہ اپنی ابتدائی شکل میں موجود تھا، بلکہ خود آپ ﷺ بعض اوقات کسی قسم کے خطرہ کی بو سونگھ کر تحقیق حاصل کے لئے راتوں میں گشت پر نکل جاتے۔علاوہ ازیں رات کی پہرہ داری اور چوکیداری کے لئے مدینہ منورہ میں ایک صاحب ''العس'' بھی مقرر فرمایا تھا، جس کا کام یہ تھا کہ راتوں کو گشت کرے، آواز لگائے اور مشکوک افراد کا پیچھا کرے۔آپ ﷺ نے مخبری اور جاسوسی کے ضروری انتظامات کئے اور ایک متجسس کا تقرر بھی فرمایا۔جس کا کام یہ تھا کہ مخالفینِ ریاست کی دشمنانہ سرگرمیوں کی اطلاع بہم پہنچائے۔[89]

عہد رسالت مآب ﷺ میں صحابہ کرام □ کے چند عمومی پیشوں کو مندرجہ بالا سطور میں پیش کیا گیا ہے۔اسی طرح متعدد افراد پھل سبزیاں بیچنے، جانوروں کا بیوپار کرنے، دودھ فروخت کرنے، لکڑہارے اور دندان سازی کے پیشے سے منسلک تھے۔

حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی پیشہ انسان کی ذلت ورسوائی کا موجب نہیں بنتا بلکہ یہ انسان کی عظمت ہے کہ وہ حقیر پیشہ اختیار کر کے بھی اس کی عظمت کو چار چاند لگا دیتا ہے۔عہد نبوی میں صحابہ کرام □ بخوشی محنت ومزدوری کیا کرتے تھے اور کسی (حلال) پیشے کو عار نہ سمجھتے تھے۔اسلامی اقتصادیات میں اگر پیشوں کی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی جب اسلامی تہذیب وتمدن کا سورج نصف النہار پر تھا، مسلمانوں نے آدھی سے زیادہ دنیا کو فتح کر لیا تھا اور ان کی عظمت کا پھریرا نصف عالم پر لہرا رہا تھا، یہ اسی سنت متوارثہ کا نتیجہ تھا کہ اس اُمت کے تابعین، محدثین، علمائے کرام اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ، جو دراصل کسی بھی قوم یا معاشرہ کا معزز ترین طبقہ ہوتے ہیں، اپنے پیشوں کے لحاظ سے ہی پہچانے جا رہے تھے۔

وہ آئمہ عظام اور اکابر علماء جن کی زندگی پر ضخیم کتابیں بھی لکھی گئیں اور خود ان کی علمی، ادبی اور دینی تصانیف انہیں زندہ جاوید کر گئیں اُن میں چند اسمائے گرامی مثلاً قدوری (ہانڈی بیچنے اور بنانے والا)، قفال (تالے بنانے اور بیچنے والے)، جصاص (پینٹر کا کام کرنے والے)، صفار (برتن فروش)، صیدلانی (دوا اور عطر فروش)، دقاق (آٹا فروش)، صابونی (صابن بنانے اور بیچنے والے)، خواص (کھجور کے پتے بیچنے والا)، زیّات (تیل کا کام کرنے والا)، دبّاغ (چمڑے کو دباغت دینے والا)، حذّاء (جوتوں کا کام کرنے والا)، ورّاد (گلاب کے پھولوں کا کام کرنے والا)، جزّار (قصائی)، لحّام (گوشت کا کام کرنے

86۔ صحيح مسلم، بَاب الْحَمْلِ بِأُجْرَةٍ يُتَصَدَّقُ بِهَا وَالنَّهْيِ الشَّدِيدِ عَنْ تَنْقِيصِ الْمُتَصَدِّقِ بِقَلِيلٍ، ح۲۲۵۵

87۔ مسند أحمد، ح۲۴۱۹۔ صحیح البخاری، ح۱۴۱۶

88۔ ڈاکٹر محمد رواس قلعہ جی، فقہ حضرت علی۔ ترجمہ، مولانا عبدالقیوم، (ادارہ معارف اسلامی، لاہور، ۱۹۹۸ء)، ص ۲۳

89۔ پروفیسر سید ازکیا ہاشمی، اسلامی فلاحی ریاست اور اس کے تقاضے، مقالات سیرت، قومی سیرت کانفرنس، (وزارت مذہبی امور، حکومت پاکستان، ۱۴۱۲ھ)، ص ۴۰۲

والا)، زجاج (شیشہ گر)، قطان (روئی فروش)، قصّار (دھوبی) وغیرہ وغیرہ۔ حدیث کی سندوں میں راویوں کے ناموں کے ساتھ ساتھ اس طرح کے القاب جگہ جگہ آتے ہیں۔[90]

ان مثالوں سے بآسانی اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام میں محنت کشی کا کتنا احترام اور حلال پیشوں کی کیسی عظمت ہے اور ہمیں ہر وہ کام کرنا چاہیئے جو جائز ہو اور مزدوری میں کسی قسم کے عار کو یکسر مسترد کرنا چاہیئے۔ قرون اولی کے اسلامی معاشرے میں کسی حلال پیشے کو عزت و وقار کے خلاف نہ سمجھا جاتا تھا۔ محنت کے بارے میں اسلام کی اس روش کے نتیجے میں مزدور کو اسلامی معاشرے میں جو باوقار برادرانہ مقام حاصل ہوا، پورے اعتماد و یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ ان کی عزت نفس اور ان کے حقوق کی رعایت اس سے بہتر طریقے پر ممکن نہیں۔

عصر حاضر میں پھر اس چیز کی ضرورت ہے کہ انسانوں کو مختلف پیشوں کے بارے میں آگاہی ہو اور عزت نفس کے ساتھ روزی کمانے کی ترغیب دی جائے۔ معیشت کی میدان میں نہایت تیز رفتاری سے تبدیلی آرہی ہے۔ تاریخ میں انہیں قوموں نے ترقی کی جنہوں نے اپنی معیشت کو تعلیم کے ساتھ منسلک کیا۔ ہر انسان کے لئے اب یہ ضروری ہوگیا ہے کہ وہ کوئی بھی ہنر سیکھے اور پھر اس میں ایسی مہارت حاصل کرے کہ وہ قابل ستائش ہو۔ خصوصی مہارت کے حامل افراد ہی اچھی ملازمت کے اہل ہوں گے یا خود سے ایک بہترین کاروبار چلا سکیں گے۔ تعلیم کے ذریعے ماہر بنانے سے مراد ہے کہ ہنر کے ساتھ ساتھ تعلیم بھی ہو اور ایسی تعلیم جو مطلوبہ ہنر میں معاون ثابت ہو. یہ مہارت زیادہ تر تجارت، حساب کتاب، طبابت، نرسنگ سٹاف، فنون لطیفہ، کاریگری، تکنیک کار، انجنیئر نگ، قانون اور دیگر شعبوں میں ہو سکتی ہے۔ معاشرے کا کوئی بھی فرد اپنی لگن اور خداداد صلاحیتوں کو پہچان کر اپنی زندگی کی راہ اختیار کر سکتا ہے ۔

نتائج بحث

- بازار اور تجارت ہماری معیشت کا اہم حصہ اور محنت کش اس کا سب سے سرگرم رکن ہے۔ عہد نبوی میں صحابہ کرام □ نے محنت کشی کے مختلف شعبوں کو اختیار کیا اور نبی کریم ﷺ نے اُن کو ترغیب اور رہنمائی مہیا فرمائی۔
- نبوی عہد کے پیشہ ہائے محنت کا مطالعہ ہمیں صنعت و حرفت کی ترغیب دیتا اور گھریلو دستکاری کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ جس سے عوام کی بے روزگاری دور ہوتی اور عام متوسط خوشحالی کی راہیں کھل جاتی ہیں۔
- اسلام افرادِ معاشرہ میں یہ شعور بیدار کرتا ہے کہ غیر طبقاتی مساوات پر مبنی سماج اور قومی اقتصادی خود کفالت سے اپنی قومی صنعت و زراعت اور تجارت کو کیسے بہتر بنایا جاسکتا ہے۔
- لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے انسان کی عزت نفس اور شخصیت مجروح ہوتی ہے، اس سے بہتر ہے کہ انسان محنت مزدوری یا کسی جائز پیشے سے روزی کمائے، جو سنت اور عبادت بھی ہے اور باعث رحمت و برکت بھی۔
- عصر حاضر میں مختلف پیشوں سے متعلقہ تعلیم و تربیت کی اہمیت مسلم ہے۔

سفارشات

- حکومت کو چاہیئے کہ محنت کے اداروں کو سرمایہ داروں کے تحفظ کی بجائے محنت کشوں کے حقوق کا محافظ بنائے۔ نیز ملک میں تمام پیشوں سے منسلک افراد کی عزت و تکریم کا خیال رکھا جائے۔

90۔ سید قطب شہیدؒ، العدالت الاجتماعیہ فی الاسلام، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۶۹ء، ص ۴۰۴

- حکومت کا یہ بھی فرض ہے کہ عصر حاضر کے تقاضوں کو مدّ نظر رکھتے ہوئے تعلیم کے ساتھ ساتھ ٹیکنکل ٹریننگ اور دستکاری اداروں کو فروغ دے تاکہ ملک کا اکثریتی طبقہ اپنے آپ کو مطلوبہ مہارتوں سے آراستہ کر سکے۔
- طلباء کو چاہیئے کہ تعلیم کے ساتھ کوئی اور پیشہ اختیار کریں اور والدین یا معاشرہ پر بوجھ بننے سے کلی اجتناب کریں۔
- کسی بھی حلال پیشے کے انتخاب میں عار محسوس نہ کرتے ہوئے عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق اس میدان میں اپنے آپ کو تعلیم و تربیت اور دیگر صلاحیتوں سے آراستہ کیا جائے تاکہ معاشرے کیلئے زیادہ سے زیادہ سود مند ثابت ہوں۔